بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

(۱)

یہ زمانۂ حج ہے۔ حاجیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ بڑی مبارک بات ہے—
اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ— لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔

مگر حج پہ جانے والوں میں سے نہ جانے کتنے ہی ہوں گے جن کی کمائیوں اور مصارف کے لیے کوئی ضوابط و حدود نہیں ہیں۔ کتنے ہی ہوں گے جنہوں نے فاقہ مست پڑوسیوں یا بیمار قرابت داروں کا کبھی حق ادا نہ کیا ہوگا۔ کتنے اور ایسے ہو سکتے ہیں جنہوں نے دوسروں کے قرضوں اور امانتوں کی ادائیگی کی فکر نہ کی ہوگی۔ کتنے ایسے نکلیں گے کہ جن کے ہاتھ، زبان، قلم، مال اور عہدے سے دوسروں پر زیادتیاں ہوئی ہوں گی، مگر ضروری نہیں کہ انہوں نے ایسے مظلوموں سے معافی مانگی ہو۔ رواجاً بہت سے لوگ حج سے پہلے اعزہ و اقربا سے معافی مانگتے ہیں، مگر بالعموم یہ معافی انہی سے مانگی جاتی ہے جن کو کوئی حقیقی شکایت نہیں ہوتی اور جن کے رابطہائے محبت برقرار ہوتے ہیں، لیکن جن لوگوں سے اصل مناقشے ہوتے ہیں، عازمینِ حج ان کے قریب نہیں پھٹکتے۔ گویا وہ اپنے عمل سے یہ کہتے ہیں کہ تم ہم سے شاکی اور بے تعلق ہو گئے ہو تو ہوئے رہو، ہم تو چلے ہیں سیدھے اللہ میاں سے میل جول کے لیے، حالانکہ ستم رسیدگان کی خاموش کی طرف سے قانونِ الٰہی یہ کہتا ہے کہ تم اگر ہمارے بندوں سے بات نہ بنا سکے تو ہم سے کیا امید؟

لوگوں سے ہتیائی ہوئی زمینیں، رشوت میں حاصل کردہ آمدنیاں، خیانت کے رخنوں سے آنے والا دولت کا پھل، شریعت میں اپنے ناقص علم سے اجتہاد کے نام پر رخنہ اندازیاں، جھوٹ کے زور سے جیتے اور جتوائے ہوئے مقدمات، وحدتِ دین کے خلاف فرقہ بازیاں، وحدتِ وطن کے خلاف نسل و زبان

کی علمبرداریاں، گھروں سے خود اپنے نظریات کے تحت اسلامی قانونِ حجاب کے خلاف برپا کردہ لغاوت شہوت انگیز آرائشوں کو جان بوجھ کر نمایاں کرنا، نگاہوں کی چوریاں، خیالوں کی بے عصمتی، دلوں کے اندر تقویٰ و خشیت کے دیوں کی رحم طلب ٹمٹماہٹ اور ذرا سی بقیہ لَو کے گرد دھوؤں کے جال، دشمنِ اسلام نظریات کی فدا کاری، غیر اسلامی تہذیبوں کے ناپاک مظاہر کی اندھی پرستش، یہ سب کچھ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے، بلکہ بڑھتا جاتا ہے۔ بلاشبہ حاجی ایسے بھی ہیں جو خود بھی اور ان کے گھرانے بھی ان بدبلاؤں سے پاک ہیں اور ایسے حاجیوں کے قدموں کی دھول کو سرمۂ چشم بنانا باعث سعادت ہے۔ مگر جو دوسری قسم ہے، اس کی بس یہ بات قابلِ قدر ہے کہ حالات جو کچھ بھی ہوں ان کے اندر حج کی تمنا موجزن رہتی ہے اور موقع ملتے ہی وہ بے تابانہ وار حرم پاک کی طرف لپکتے ہیں۔

مگر ستم یہ ہے کہ اچھی قسم کے اہلِ دل کو چھوڑ کر بقیہ تعداد جن مشاغل کو جس طرح جس جگہ چھوڑ کے جاتی ہے، واپس آکر وہیں سے دوبارہ کام میں مگن ہو جاتی ہے۔ ورنہ اگر ہر سال حج کرنے والے کئی کئی ہزار حاجی یہ سمجھ کر حج کرتے کہ وہ اپنی پچھلی زندگی کی میلی کچیلی کینچلی کو بالکل اُتار کر ایک نئی خدا پرستانہ اور پابندِ اخلاق زندگی کا آغاز کر رہے ہیں تو ان میں سے ایک ایک فرد کو اس کے احساسِ تازہ کی رُوحِ مضطر ایک طوفانِ حرکت بنا دیتی اور وہ اپنے گھر اور خاندان سے لے کر ہر ملنے والے تک خدا کے دین کا پیغام پہنچا کر نیکی کی ایک تحریک برپا کر دیتا اور فسق و فجور اور منکرات و فواحش اور بدعات و رسمیات کے خلاف ہر طرف ایک لہر اُٹھا دیتا۔

ہماری دُعا ہے کہ وہ تمام حاجی جو حرمین کی زیارت کو گئے ہیں، واپس آکر اطاعتِ دین، غلبۂ حق، وحدتِ ملت، خدمتِ انسانیت اور ہمدردیٔ غربا میں منہمک ہو جائیں اور انسدادِ مفاسد کے لیے ہمہ تن مصروفِ جد و جہد ہو کر ان ساری کمیوں کی تلافی کر دیں جن کا ہم نے اُوپر محض دردمندی سے (نہ کہ معترضانہ طور پر) ذکر کیا ہے۔ خدا ہمیں، تمام حجاج کرام کو اور پوری اُمتِ محمدیہ کو روزمرہ زندگیوں میں فلاح و سعادت کی راہ پر چلائے۔ یہی مقصودِ دین، مدعائے عبادات اور منشائے حج ہے۔ محض جسم اور زبان سے مناسک ہی ادا نہ ہوں بلکہ دلوں میں رُوحِ حج کا نُور جگمگا اُٹھے۔ آمین۔

---

(۲)

قصاص و دیت کے بارے میں ترجمان القرآن کے شمارہ، ماہ جون کے اوراق پر منصورہ کی مقرر کردہ علماء کمیٹی کی طرف سے بڑی اہم تفصیلی بحثیں آچکی ہیں۔ صرف ایک پہلو سے تشنگی رہی۔ محترم خالد اسحٰق صاحب ایڈووکیٹ جو ذہنی طور پر محب اسلام، تحقیق پسند اور صاحب مطالعہ ہیں، جن کو تحریکِ اسلامی سے گہری دلچسپی ہے اور جن سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں، نیز جن کا معاملہ تحریف پسندوں سے بالکل مختلف ہے[1] ان کی اٹھائی ہوئی بحث کا جواب تشنہ رہا۔ حالانکہ موصوف کی شخصیت اور ان کی تحریر کو مقامِ اول حاصل تھا۔ اب اس بحث کا بہت ہی مدلل اور تفصیلی جواب مولانا گوہر رحمٰن صاحب (دار العلوم تفہیم القرآن، مردان) نے لکھا ہے۔ ستمبر کا پورا ترجمان القرآن اسی بحث کے لیے وقف کیا جا رہا ہے۔ گویا سابق "قصاص و دیت" نمبر کے بعد یہ ترجمان القرآن کا دوسرا خصوصی نمبر قصاص و دیت ہی کے بارے میں ہے۔

مجھے اپنے دائرۂ روابط کے باہر کے بھی متعدد علماء کا خصوصی احترام ملحوظ رہا ہے اور بہت سے بزرگوں کے لیے اب بھی ہے۔ اپنے قریبی دائرے میں بھی بہت سے تقویٰ کیش اہلِ علم کا غیر معمولی احساسِ احترام رہا۔ مثلاً مولانا محمد چراغ استاذِ اعلیٰ مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ، مولانا عبدالعزیز صاحب (مرحوم کوئٹہ والے)، مولانا محمد علی مظفری، مولانا گلزار احمد مظاہری،

---

[1] پچھلے پرچے میں بحث کے انداز کے متعلق ہم ایک عمومی معذرت کر چکے ہیں، مگر وہ خالد اسحٰق صاحب کے معاملے میں کافی معلوم نہیں ہوتی۔ میں ان سے اپنی طرف سے، اور کمیٹی کے دوسرے شرکاء اور ادارہ منصورہ کی طرف سے بھی نہایت واضح طور پر دوبارہ ازالۂ شکایت چاہتا ہوں۔ ان کے متعلق میرے یا کسی دوسرے صاحب کے جملے سے انہیں جو تکلیف پہنچی ہو، امید ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو معاف فرما دیں گے۔ بحث کا مدعا صرف افہام و تفہیم ہونا چاہیے۔ اِلّا آنکہ کسی شرپسند اور مخالفِ شریعت عنصر کی سازباز کا معاملہ سامنے ہو۔ اس مرتبہ خالد اسحٰق صاحب کے مضمون (بہ سلسلہ قصاص و دیت) کے متعلق جو گفتگو پیش کی جا رہی ہے، امید ہے کہ وہ کسی درجے میں وجہِ شکایت نہ ہو گی۔ (مدیر)

مولانا خلیل حامدی صاحب، ملک غلام علی صاحب سابق خصوصی سیکرٹری مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ، حال جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان، ادارہ معارف اسلامی اور منصورہ کے مدرسہ دینیہ میں خدمات انجام دینے والے شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل اور متعدد دوسرے حضرات جن سب کے نام میں یہاں درج نہیں کر پا رہا۔ اس صف میں ایک ممتاز مقام میری نگاہ میں مولانا گوہر رحمٰن صاحب کو حاصل ہے۔ مولانا جہاں پیکر اخلاص و تقویٰ اور مجسمۂ محبت مودت ہیں وہاں علمی لحاظ سے ان کا جو مرتبہ مختلف مشاورتوں اور کمیٹیوں کے علاوہ منصورہ کے سالانہ[1] "دورہ ہائے تفسیر" اور "اسلامی سیاست" نامی کتاب، اور اب قصاص و دیت کی بحث میں میرے سامنے آیا ہے، میں بلا اندیشۂ تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ کتاب و سنت اور فقہ کے علوم میں جو وسیع مطالعہ اور عمیق بصیرت مولانا کو حاصل ہے، وہ اجتہاد کے اسرار و رموز کی جن باریکیوں تک ہماری نگاہوں کو پہنچا دیتے ہیں اور اہل زیغ و ضلال کو بلا مداہنت جس خوبی سے تحریر و تقریر کی زد میں لیتے ہیں، اپنے حلقہ ہائے ربط میں ایسی کوئی دوسری مثال میرے سامنے نہیں ہے۔

جناب خالد اسحٰق ایڈووکیٹ کی بحث قصاص و دیت میں جس زور استدلال اور جس باریک بین نگاہ عمیق سے انہوں نے اپنا تحقیقی و تنقیدی مقالہ لکھا ہے، اسے پڑھ کر دل جھوم جھوم گیا اور دوسرے تمام بزرگ بھی شدید متاثر ہوئے۔

بالاتفاق سب نے ضروری سمجھا کہ اس قیمتی دستاویز کو ترجمان القرآن کے صفحات میں محفوظ کر لیا جائے، کیونکہ ابھی کچھ پتہ نہیں کہ زیر بحث مسئلے کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ نیز اگر کوئی فیصلہ ہو بھی جائے تو آئندہ ایک انحراف پسند گروہ کشمکش کی راہیں بار بار نکال سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اسی

---

[1] کاش کہ اس سالانہ دورۂ تفسیر میں جو وسط شعبان سے ۲۷ رمضان تک جاری رہتا ہے اور جس میں اللہ کا ایک بندہ سات گھنٹے روزانہ کی گفتگو سے تفسیر حدیث اور فقہ اور مروجہ اختلافی مسائل پر اکابر اسلاف کی کتابوں کے حوالے دے کر تفسیری بحث کرتا ہے، ملک کے سنجیدہ وکلا، مصنفین، اساتذہ اور دوسرے پڑھے لکھے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قیام و طعام اور آمد و رفت کا اپنا اپنا انتظام کر کے شریک ہوا کرتے۔ (مدیر)

طرز کے اور مسائل اُٹھ سکتے ہیں - اِن سب کے بارے میں پہلے سے اہلِ ایمان اور اربابِ نظر کو معلوم ہونا چاہیے کہ نصوص و اجماع میں تجدد اپنے لیے کس کس طرح رخنے پیدا کر کے کم علم عوام اور خواتین کو متاثر کر سکتا ہے -

---

قارئین کرام

محترم خالد اسحٰق صاحب کا اصل انگریزی مضمون اس شمارے میں شامل ہے تاکہ جو لوگ ضروری سمجھیں وہ براہ راست ان کے خیالات دیکھ سکیں - اُردو دان قارئین کے لیے ترجمہ کی اشاعت کی ضرورت اس لیے نہیں کہ مولانا گوہر رحمٰن صاحب نے ان کے دعاوی، اعتراضات اور استدلالات کے ضروری اقتباس اُردو میں بیان کر کے ان پر بحث کی ہے -

خالد اسحٰق صاحب کا انگریزی مضمون آخر میں اس لیے لگانا پڑا کہ شروع میں لگایا جاتا تو انگریزی کے صفحات کو دائیں سے بائیں جانب پڑھنا کچھ عجیب سا لگتا -

---

ہماری نئی مطبوعات

۱- خورشیدِ رسالت کی پانچ کرنیں	آباد شاہ پوری	۱۸/- روپیہ
۲- یادِ رفتگان	ماہر القادری	۴۲/- 〃
۳- اسلام میں جرم و سزا	ڈاکٹر عبدالعزیز عامر	۳۴/- 〃
۴- اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں	امام ابن تیمیہ	۱۸/- 〃

البدر پبلی کیشنز - اُردو بازار - لاہور ۲